اسلام کا نظام عدل

اور ہمارے حکمراں

ST-77
LIBRARY & READING ROOM
لائبریری و ریڈنگ روم
۱۹۲۸ء
مسجد فتحپوری دہلی
MASJID FATEHPURI
CHECKED

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب دہلوی

ترتیب

مولانا اخلاق حسین قاسمی

دفتر جمعیۃ علماء ہند
دہلی

قیمت ۵۰ نئے پیسے

فدائے ملک و ملت ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی

پیغام

موجودہ حالات میں ہم اور ہمارا ملک جس نازک دور سے گذر رہا ہے۔

اس میں ہر مسلمان یہ کہتا نظر آرہا ہے کہ —— **مسلمان کیا کریں؟**

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر مقالات میں اس کا جواب ملتا ہے۔

حضرت شیخ رحؒ کے ارشادات کا حاصل یہ ہے کہ حکمرانی کے موجودہ نظام اسلئے ناکام ہورہے ہیں کہ ان میں عدل و انصاف، انسانی ہمدردی اور بھائی چارہ کی وہ روح نہیں کہ جو اسلامی نظام کے اندر جلوہ گر ہے۔ اسلئے اسلام کے نظام عدل کی پیروی کئے بغیر کوئی نظام حکمرانی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

حضرت سحبان الہندؒ نے اپنے ارشادات میں عام مسلمانوں کو اصلاح اعمال کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہر ظالمانہ نظام مسلمانوں پر اس لئے مسلط ہوتا ہے کہ ان کے انفرادی اور جماعتی اعمال خراب ہوجاتے ہیں۔

پس ہمارے حکمران طبقہ کو اسلامی نمونہ کا عدل و انصاف کرنا چاہیے تاکہ ملک کے ہر طبقہ کو امن وامان نصیب ہو اور مسلمان اپنی زندگی کو فکر و عمل کی تمام برائیوں پاک کرنیکی طرف توجہ کریں تاکہ انہیں ظلم و ستم کے حالات سے نجات ملے۔

محترم حاجی عبدالعزیز صاحب مالک نیشنل واچ امپوریم کمبوہ گیٹ میرٹھ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے رحمت عالم کانفرنس دہلی کی درخواست پر ان مقالات کی اشاعت کا انتظام کیا،

خدا تعالیٰ قبول فرمائے آمین اور ہمارے ملک کو امن و امان اور خوشحالی کی فضاء میسر ہو۔

اسعد مدنی

دفتر جمعیۃ علماء ہند گلی قاسمجان دہلی

نظامِ عدل

شیخ الاسلام
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

رحمتِ عالم کانفرنس دہلی کے

سیرت پمفلٹ

مفت

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح،
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح،
سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب رح، حضرت مولانا
حفظ الرحمٰن صاحب رح، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی کی تقاریر و
افادات بصورت "سیرت پمفلٹ" نہایت معیاری
کتابت و طباعت اور خوشنما رنگین ٹائیٹل کے ساتھ
سیرت پاک کی اشاعت و تبلیغ کے لئے

مفت تقسیم کئے جارہے ہیں

۶ پمفلٹ تیار ہو چکے ہیں دس پیسے کے ٹکٹ بھیجکر منگائیے۔

مولانا اخلاق حسین قاسمی

دفتر رحمتِ عالم کانفرنس، لال کنواں دہلی ۶

جمہوری نظام اور اسکی ناکامی

شخصی حکومتوں اور ملوکانہ جبر و استبداد اور حاکمانہ خود غرضیوں اور شہوت پرستیوں کی وجہ سے عالم انسانی پر جو بربادی اور ہلاکت کے پہاڑ ٹوٹا کرتے تھے۔ ان سے تنگ آکر انسانی دنیا نے انقلابات کے دروازے کھولے اور جگہ جگہ جمہوری نظام جاری کیا گیا اگرچہ بعض ممالک میں شاہی خاندانوں کو بھی باقی رکھا گیا۔ مگر ان کو اس قدر بے دست و پا کر دیا گیا تھا کہ نظم و نسق اور عام رعایا کے متعلق کسی قسم کے تصرف کا اختیار باقی نہیں رکھا گیا تھا۔ یہ جمہوری نظام اگرچہ ظاہری نظر میں عام انسانوں کے لئے خوش کن تھا اور ممکن ہے کہ ابتدائی مراحل میں اس میں پوری طرح ہر عام و خاص، غریب و امیر کا لحاظ بھی رکھا گیا ہو مگر اقتدار کے قائم ہوتے ہی بوالہوسی اور سرمایہ پرستی کا غلبہ ہو گیا۔ غرباء اور مزدوروں کے خون و پسینے سے ہولی کھیلی جانے لگی۔ نظام میں اس قدر سرمایہ پرستی، خود غرضی اور یورپین قومیت کی لعنت گھس گئی کہ عام انسانی دنیا شخصی حکومتوں سے اس قدر ہلاکت اور بربادی کا شکار نہیں ہوئی جتنی کہ اس فریبانہ جمہوریت اور نام نہاد خدمت خلق سے ہونے لگی۔ بالآخر عالم انسانی میں دوبارہ انقلاب کا نشوونما ہوا۔ اس غلط اور برباد کن جمہوریت کے نظام کو توڑنے اور اس کو مٹا دینے کے ولولے ظہور پذیر ہوئے اور ہر ہم خود اصلاح خلق اور ان کی عام پرورش کا بیڑا اٹھایا گیا۔ کہیں سے بالشویزم کی صدا اٹھی کہیں سوشلزم کی آواز بلند ہوئی۔ کہیں سے نازی ازم کا ڈنکا بجا۔ کہیں سے فاشزم کا صور پھونکا گیا۔ کہیں سے ڈکٹیٹر شپ کی آوازیں اٹھیں، کہیں سے یوروپین ازم اور

جاپانی ازم کا راگ گایا گیا۔ مگر واضح رہے کہ یہ تمام نظام کسی طرح بھی امن و امان، عام اور حقیقی خدمت خلق کے متکفل نہیں ہیں اور ان کا ملون اثر آج آفتاب سے زیادہ ظہور پذیر اور دنیا میں روشن ہے۔ ان نظاموں کی بدولت آج انسانی دنیا جس ہلاکت و بربادی میں مبتلا ہے اس کی نظیر ابتدائے عالم سے لے کر آج تک نہیں ملتی۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون (قرآن)	کھل پڑا اور پھیل گیا ہے فساد جنگلوں اور سمندروں میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ چکھایا جائے اُن کو کچھ مزہ ان کے کاموں کا۔ کہ وہ شاید لوٹ آئیں۔

ہم اس وقت صحیح اور کامل نظام تمام دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے اور ضروری سمجھتے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو سال کی آواز سے دنیا کو پھر بیدار کریں۔

خدا تعالےٰ سب کا خالق اور حاکم

خداوند کریم جس طرح تمام چھوٹوں بڑوں، انسانوں، حیوانوں، فلکیات اور عنصریات، نباتات اور جمادات، ملائکہ اور جنات، روح اور مادہ غرض ہر شے کا خالق اور بنانے والا ہے۔ اسی طرح وہ سب کا پرورش کرنے والا اور مربی بھی ہے۔ اور جس طرح وہ عرش سے لے کر فرش تک سب کا شہنشاہ اور مالک ہے، اسی طرح وہی سبھوں پر حاکم اور ہر چیز کا جاننے والا بھی ہے۔ وہ جس قدر ان کی ضرورتوں اور منافع و مضار کو جانتا ہے کوئی دوسرا نہیں جان سکتا ہے اور وہ جس قدر اُن کا خیر خواہ اور شفیق ہے، کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی نے انسان کو اشرف المخلوقات اور تمام کائنات کا مخدوم بنایا ہے اور اسی نے تمام روئے زمین کے انسانوں کو ایک انسان حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا ہے۔ ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ۔

جبکہ فطری قاعدہ ہے کہ ہر بنانے والے کو اپنی بنائی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے جیسے کہ ہر پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے ہوتی ہے بالخصوص جبکہ کسی چیز کے بنانے اور پالنے میں زیادہ ترجیح دکھاؤ اور توجہ کی گئی ہو اس لئے اس کو تمام انسانی دنیا سے انتہائی محبت اور خیر خواہانہ شفقت ہوگی۔ اگر پہلی گذارش کی شہادت لما خلقت بیدی سے ملتی ہے تو دوسری عرض کی گواہی تمام انسانوں کے باپ کی مسجودیت اور ان کی خلافت اور ان اللہ بالناس لرءوف رحیم جیسی آیات سے ملتی ہے۔ اس کی نظر میں کالے اور گورے، ایشیائک اور یورپین، افریقنس اور امریکن، عرب، اور عجم، سپید، سرخ زرد و سیاہ نسلوں کا کوئی فرق و امتیاز نہیں ہے۔ جس طرح ایک باپ کی متعدد اولاد سب کی سب اس کے مراحم و الطاف کی مستحق ہوتی ہے اور وہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے اور سب کی بہبودی اور بھلائی کا خیال کرتا ہے اس سے زیادہ وہ تمام انسانوں کا خیال رکھنے والا اور سب کی انتہائی بہبودی کا چاہنے والا ہے اس لئے اس خالق اکل رب العلمین کا بنایا ہوا انسانی نظام ہی ہر خاص و عام اور ہر فرد و جماعت کے لئے مفید اور کارآمد اور انتہائی منفعت کا کفیل ہو سکتا ہے نہ کہ انسانوں کا خود ساختہ نظام۔

خدائی نظام کی خوبیاں

وہ خدائی نظام یقیناً ہر قسم کے غل و غش اور تمام آلائشوں سے پاک ہوگا۔ اس میں اغراض پرستی اور دوسروں کی اہانت و تذلیل وغیرہ کا شائبہ بھی نہ ہوگا۔ اور اسی کے نظام میں حقیقی جمہوریت و شورائیت پائی جائے گی۔ اسمیں ہر ہر فرد انسانی سے وہ محبت والفت بھری ہوگی جو اُن کے ماں باپ اور عزیز و اقارب . . . میں بھی نہیں پائی جاتی اسمیں کسی سے دشمنی، رقابت وغیرہ نہ ہوگی، اسمیں اچھوت . . . برہمن اور شودر، سید اور شیخ، بڑی ذات چھوٹی ذات وغیرہ کا کوئی تمیز نہ ہوگا۔ ہاں فرق صرف اس قدر ضرور

ہوگا کہ نظام میں داخل ہونے والے مطیع و فرمانبردار مستحق اعزاز و اکرام اور نظام سے گریز کرنے والے باغی و نافرمان اور مستحق اہانت و تذلیل قرار دیئے جائیں گے خواہ وہ کسی نسل اور قوم سے تعلق رکھنے والے ہوں اور کسی ملک کے باشندے اور کسی رنگت کے آدمی ہوں اسمیں کسی شخص یا جماعت یا قوم پر ظلم و تعدی کو گوارا نہ کیا جائے گا۔ ان اللہ لا یحب الظٰلمین و من یظلم منکم نذقہ عذابا کبیرا اُس کے تمام قوانین اور اصول رحمت و شفقت سے پُر ہوں گے اور حقیقی عروج و ترقی کی روح اسمیں کارفرما ہوگی۔ اسمیں علم امن و امان، عدل و حقوق، فضل و احسان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوگا۔ اس میں ہر حاکم و راعی کو تمام رعایا کی پوری رعایت اور خبر گیری اور خیر خواہی کا حکم ہوگا۔ اور سب کا وہی طرفدار اور پرسان حال ہوگا۔ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ الحدیث اس میں روحانی تربیت، اخلاقی ترقیات، خالق و مخلوق کے تعلقات، مخلوقات میں آپس کے تعلقات، سب کے مراتب کا لحاظ وغیرہ کامل درجہ کا ہوگا

انسانی نظام

انسانوں کا بنایا ہوا نظام خواہ شخصی ہو یا جماعتی، خواہ فوجی ہو یا سیاسی، اقتصادی ہو یا تجارتی، خواہ حکماء اور فلاسفہ کا بنایا ہوا ہو یا ارباب سیاست و حکومت کا، اگر خداوندی نظام کے زیر سایہ نہ ہوگا اور اس کی روشنی سے اسمیں استفادہ نہ کیا گیا ہوگا تو یقیناً اسمیں ہر جگہ خود غرضی اور ایسی خامیاں ہوں گی جن سے ہر قسم کے فتنہ و فساد ظلم و عناد، ہلاکت اور بربادی کا نشو و نما ہوگا۔ خواہ وہ نازی ازم ہو یا بالشویزم نیشنلزم ہو یا سوشلزم فیشی ازم ہو یا اور کوئی ازم۔

نظام حق میں عدل

آج اسلام ازم ہی وہ خداوندی نظام ہے کہ جس میں حقیقی جمہوریت اور سچی

آمریت کو باحسن وجوہ جمع کر دیا گیا ہے اور جس میں ہر ہر فرد بشر کے ساتھ انصاف و عدالت کی تاکید اکید کی گئی ہے۔

و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (سورۂ نساء)	اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے۔

اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کیواسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے سورۂ مائدہ رکوع ۲ یہ اس کا عادلانہ اور مساویانہ قانون ہے۔

آیت اولیٰ میں عدل و انصاف کا ارشاد تمام انسانوں کے لئے کیا گیا ہے خصوصیت مسلم یا مومن کی نہیں ہے اسی طرح سورۂ مائدہ میں نہایت زور سے حکم کیا گیا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی کی حالت میں بھی عدل و انصاف کو نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اور اسی طرح گواہی بھی محض اللہ کے لئے ہونی چاہیئے، اور حق بات کو ہرگز نہ چھپانا چاہیئے۔ اور اغراض کا بندہ نہ ہونا چاہیئے۔ دوسری جگہ فرمایا۔

(اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا قرابت داروں کا۔ اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیرخواہ تم سے زیادہ ہے۔ سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں اور اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاؤ گے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (زبان ملنا یہ کہ یہی بات تو کہی مگر زبان دبا کر اور پیچ سے کہ سننے والے کو شبہ پڑ جائے یعنی صاف صاف نہ بولا۔ اور بچا جانا یہ کہ پوری بات نہ کہی بلکہ کچھ بات کام کی رکھ لی۔ سو ان دونوں صورتوں میں گو جھوٹ تو نہیں بولا مگر بوجہ عدم اظہار حق گنہگار ہوگا۔ گواہی بھی اور صاف پوری دینی چاہیئے۔ (سورۂ نساء رکوع ۲۰)

ان آیات سے وہ اصول و قوانین معلوم ہوتے ہیں جن سے تمام عالم انسانی انتہائی امن و امان اور خوشحالی و فارغ البالی کی زندگی بسر کر سکے۔ پس اسی انضباطِ نظام کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مندرجہ ذیل عہد لیا اور تمام دنیا کو یہ طریقہ بتایا۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہر حالت میں سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ تنگی ہو یا فراخی، خوشی ہو یا ناخوشی یا ہم پر ترجیح دی جائے اور اس بات پر کہ اولی الامر سے امارت میں کشمکش نہ کریں گے.............

..... اور جہاں کہیں بھی حق کی بات کہیں گے، خدا لگتی بات کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ (متفق علیہ)

نظامِ حق میں آزادیٔ رائے

یہ وہ تعلیم ہے کہ آزادیٔ رائے کے ساتھ ساتھ حقیقی نظامِ حکومت کامل طریقہ پر اسی طرح چل سکتا ہے۔ اور جبر و استبداد اور خود رائی کی جڑ کھودنے کے لئے ارشاد فرمایا گیا:۔

(اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا اُن کو اور اگر تو ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ لے کام میں پھر جب قصد کر چکا تو اس کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر اللہ کو محبت ہے توکل والوں سے) (آل عمران ع ۱۷)

اور مستحقین انعام خداوندی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اور جنھوں نے کہ حکم مانا اپنے پالنے والے (رب) کا اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں۔ (شوریٰ ع ۴)

ان دونوں آیتوں میں استبداد اور خود رائی سے کنارہ کشی اور مشورہ سے تمام کاموں کے انجام دینے اور نرم خوئی اور لوگوں کی غلط روی سے چشم پوشی اور حقوق رب العلمین کے ادا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے جس سے اجتماعی طاقت کا پورا تکفل ہو سکتا ہے اور سب کے حقوق کی مکمل نگرانی ہوتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کو خواہ حکام ہوں یا رعایا خطاب فرماتے ہیں۔

خبردار ہو جاؤ تم سب کے سب راعی اور والی ہو۔ (چونکہ ہر حاکم پر اپنے محکوم اور رعایا کی خبر گیری اور خیر خواہی اسی طرح لازم کی گئی ہے جس طرح جانور چرانے والے پر جانوروں کے مالک کی طرف سے لازم کی جاتی ہے۔ اگر چرواہا جانوروں کی خیر خواہی اور خدمات مفیدہ کے انجام دینے میں کوتاہی کرتا ہے۔ تو مالک کے سامنے مسئول قرار دیا جاتا ہے اس لئے حکام کو راعی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔) بادشاہ جو کہ لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ راعی ہے اور اپنی رعیت سے مسئول ہے اور مرد اپنے گھرانے کے لوگوں کا راعی ہے اور اپنی رعیت سے مسئول ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی راعی ہے اور اپنی رعیت سے مسئول ہے اور آدمی کا خادم اپنے مالک کے مال کا راعی ہے اور اپنی رعیت سے مسئول ہے خبردار ہو جاؤ تم سب راعی ہو اور اپنی رعیت سے مسئول ہو۔ (حدیث متفق علیہ)

نظام حق میں جوابدہی کا احساس

یہ وہ صحیح نظام حکومت کے اصول ہیں جن کے ہوتے ہوئے کسی حاکم کو بے حس ہو کر رعایا کی خیر خواہی سے بے پرواہ ہونا یا ان کے حقوق اور مفاد کو پامال کرنا یا ان کی بہتری سے غافل ہونا درست نہ ہوگا۔ ان میں بتلا دیا گیا ہے کہ مالک حقیقی کے سامنے تم سب مسئول اور ذمہ دار ہو۔ خبردار رہو اور اس کے سوال سے ڈرو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(کوئی شخص اگر مسلمان رعایا کا والی اور حاکم بنایا گیا اور وہ اس حالت میں مرا کہ وہ ان کے حقوق میں خیانت کرنے والا ظالم تھا۔ تو جنت اس پر حرام ہو گی) (حدیث متفق علیہ)

دوسری جگہ ارشاد ہے :۔

(کوئی بندۂ خدا ایسا نہیں ہے کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ نے کسی رعیت کا راعی اور حاکم بنایا اور اس نے ان کی نگہبانی اور حفاظت ان کی خیر خواہی کے ساتھ نہ کی تو اس کو جنت کی خوشبو بھی ملے۔) (حدیث متفق علیہ)

نظام حق میں غیر مسلموں کا درجہ

یہ وہ نظام ہے جسمیں ہر حاکم اور والی کو اپنی تمام رعایا خواہ اس کی قوم سے ہو یا دوسری قوم کی ہو خواہ وہ نظام اسلامی میں داخل ہو یا نہ ہو سب کی خیر خواہی اور ہمدردی کا شدید ترین حکم دیا گیا ہے۔

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں :۔

ان المقسطین عند اللہ علی منابر من نور عن یمین الرحمن و کلتا یدیہ یمین الذین یعدلون فی حکمھم و اھلیھم و ما ولوا۔ (متفق علیہ)

(انصاف اور عدل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے داہنی طرف نور کے ممبروں پر ہوں گے اور وہ وہ لوگ ہیں جو کہ اپنے حکم میں اور اہل و عیال اور اپنی رعایا میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔) (حدیث متفق علیہا)

ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

ان شر الرعاء الحطمۃ (رواہ مسلم) (یعنی سب سے برے راعی اور والی وہ

بادشاہ ہیں اور حکام ہیں جو کہ لوگوں کو توڑتے ہیں یعنی رعیت پر ظلم کرتے ہیں اور ان پر رحم نہیں کرتے۔ لوگوں کے مال میں طمع کرتے اور اپنے نفسانی ارادوں کو پورا کرتے رہتے ہیں)۔

ایک جگہ ارشاد ہے:۔

الا من ظلم معاھدا او انتقصہ او کلفہ فوق طاقتہ او اخذ منہ شیئاً بغیر طیب نفسہ فانا حجیجہ یوم القیامۃ۔
(ابوداؤد)

کسی غیر مسلم رعیت پر اگر کسی نے ظلم کیا یا اس کی توہین کی یا اس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دی یا اس سے کچھ بغیر اس کی خوشی کے لے لیا تو میں قیامت کے دن اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔

ارشاد فرمایا جاتا ہے:۔

من قتل معاھدا لم یرح رائحۃ الجنۃ وان ریحھا توجد من مسیرۃ اربعین خریفا۔
(البخاری)

جس نے کسی غیر مسلم رعیت کو قتل کر دیا تو اس کو جنت کی خوشبو بھی نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی دوری تک جاتی ہے۔ یعنی جنت کے قریب بھی نہ جاسکیگا۔ (داخل ہونا تو درکنار)۔

یہ نظام اور اصول رعایا پروری اور ان میں عدل و انصاف کے ہیں جنمیں مسلم غیر مسلم چھوٹے، بڑے، مرد، عورت، ہم قوم، غیر قوم، دیسی، پردیسی وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ مساوات و عدالت کا ارشاد کیا گیا ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

ان اللّٰہ یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا
(مسلم)

جو لوگ آدمیوں کو دنیا میں عذاب دیتے اور ستاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دیگا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

الراحمون یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

(ترمذی وابوداؤد)

جو لوگ رحم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرتا ہے۔ تم زمین کے بسنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔

الخلق عیال اللہ فأحبُّ الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ

(البیہقی)

مخلوق خداوند کریم کی بمنزلہ عیال ہے، تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے عیال پر احسان کریگا وہ خدا کے یہاں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔

ان روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خداوند کریم کی تمام مخلوق اور بالخصوص تمام انسانوں کے ساتھ بھلائی اور ان پر رحمت و شفقت اور ان کی بہبودی اور خیر خواہی کرنا ضروری ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا جاتا ہے۔

ولا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا و تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔

(مائدہ ع ۱)

اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو مسجد الحرام سے روکتی تھی اس کی باعث نہ ہو کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے نیک کام اور پرہیزگاری پر مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے

دوسری آیت میں فرماتے ہیں۔

یایھا الذین امنوا لا یسخر قوم

(اے ایمان والو! ٹھٹھا اور استہزا نہ کرے

من قوم عسے ان یکو نو اخیراً منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیراً منہن و لا تلمزو اانفسکم و لا تنا بزو ابالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان و من لم یتب فاولئک ھم الظالمون۔

(حجرات ۲۶)

دوسری قوم سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے، برا نام ہے گنہگاری ایمان کے بعد۔ اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہے بے انصاف

اگلی آیت میں ارشاد ہے۔

یا یہا الذین امنو ا اجتنبو کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم و لا تجسسو او لا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ و اتقو اللہ ان اللہ تواب رحیم

(حجرات)

اے ایمان والو! بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے یقیناً بعضی تہمت گناہ ہے۔ اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور پیٹھ پیچھے برا نہ کہو ایک دوسرے کو، بھلا پسند آتا ہے کسی کو کہ کھاوے گوشت اپنے مردہ بھائی کا؟ حالانکہ اس سے تم کو گھن آتی ہے اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے

ان اصول و قوانین میں الاقوامی ہیں جیسے وہ اصول ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے حقیقی امن اور رفاہ عام قائم ہوتا ہے اور ان جھوٹے پروپیگنڈوں اور زبان کی کارستانیوں کی جڑ کھودتی ہے جنھوں نے انسانی دنیا کو ہلاکت کے گھاٹ تک پہونچا دیا ہے۔ ہم نے اسلام کے اصول اور قوانین میں سے بطور مشتے نمونہ از خروارے چند اصول اس مختصر میں پیش کئے ہیں۔ اگر ہم جملہ امور کو پیش کریں تو بہت ضخیم

کتاب ہوجائے۔ قرآن اور حدیث اور فقہ ان سے بھرا ہوا ہے ہم کو ان کا استیعاب یہاں منظور نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس مختصر وقت میں ہم کو اور بھی دوسرے اہم امور پیش کرنے ہیں۔

نظام حق میں حاکم کی حیثیت

ان اصول نے صاف طور پر یہ بھی روشن کر دیا ہے کہ کوئی امیر اور سلطان نہ مطلق العنان ہے اور نہ صرف اپنے خاندان یا کسی پارٹی کا نمائندہ ہے اور نہ کسی استبدادی آمریت کا مالک ہے، بلکہ وہ خداوند کریم کا نائب اور خدائی قانون کو نافذ کرنے والا حاکم ہے اور اسی کے قانون کے ماتحت جوابدہ اور مسئول ہے۔

قل اللّٰھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیء قدیر۔

(تو کہہ اے اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور سلطنت چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہاتھ میں سب خوبی ہے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے)

اور اس پر فرض اور لازم ہے کہ تمام رعایا کی خبر گیری اور بہبودی کا خیال رکھے۔ اگر کسی قسم کی کوتاہی اس میں کرے گا تو وہ اور اس کے معاونین سب کے سب مالک حقیقی کے سامنے جوابدہ اور مستحق سزا ہوں گے۔ سب کے ساتھ انصاف کرے اور سب پر رحم اور شفقت کرے۔ سب کا خیال رکھے کسی کی توہین اور تذلیل نہ کرے ہاں جو شخص نظام خداوندی سے بغاوت اور سرتابی کرے اس کو بغیر تعدی اور بغیر نفسانیت کے جرم کے موافق سزا دیکر اس کی اور دوسروں کی اصلاح کرے یہی وہ حقیقی اور کارآمد

نظام ہے جو دنیائے انسانی کو تمام ذلتوں کے گڑھے سے نکلنے والا اور ہر قسم کی عزت کی چوٹیوں پر پہنچانے والا ہے۔ اور تمام جمہور اور افراد انسانی کی سچی پرورش کا کفیل بھی ہے۔ اسی نظام خداوندی کو لے کر تمام انبیاء اور پیغمبر (علیہم السلام) آئے۔

شرع لکم من الدین ما وصّٰی به نوحاً والذی اوحینا الیك وما وصّینا به ابراھیم وموسٰی وعیسٰی الاٰیة	مشروع کیا تمہارے واسطے اسی دین کو جو کہ دیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہہ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسٰی اور عیسٰی کو (الخ)

مگر جب لوگوں نے اسمیں اپنی نفسانی خواہشوں اور اغراض اور مظالم و تعدی کو داخل کر کے بدل ڈالا اور دنیائے انسانی کو بربادی اور فلاکت کے گڑھوں میں دھکیل دیا تو دوسرے انبیاء بھیجے گئے۔ خودسر اور باغی قوموں کو برباد کیا گیا۔ اور اطاعت شعار اور ملنے والوں کو عزت اور حکومت بخشی گئی۔ عیسائیوں کے پاس بھی ایسا ہی نظام تھا۔ انھوں نے اس کو جب تک مضبوطی سے پکڑے رکھا اُن کا بول بالا رہا اور ان کے مخالف ذلیل و خوار رہے۔

وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة	(اور رکھوں گا تیرے تابعداروں کو منکروں کے اوپر قیامت کے دن تک)

(آل عمران ع ۷)

مگر جب انھوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اُن سے امن و امان، عزت و رفاہیت کافور ہو کر مسلمانوں کے پاس آگئی۔ جو کہ حقیقتاً حضرت عیسٰی علیہ السلام اور تمام گذشتہ پیغمبروں کے تابعدار تھے۔

ومن الذین قالوا انا نصارٰی اخذنا میثاقھم فنسوا حظاً مما ذکروا	اور وہ جو کہتے ہیں اپنے آپ کو نصارٰی ان سے بھی لیا تھا ہم نے ان کا عہد پھر بھول

بہ فاغرینا بینھم العداوۃ و البغضاء الیٰ یوم القیامۃ و سوف ینبئھم اللہ بما کانوا یصنعون
(المائدہ رکوع ۲۶)

گئے وہ ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جوان کو کی تھی پھر ہم نے لگا دی آپس میں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتا دے گا اللہ ان کو جو کچھ کرتے تھے)

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبیٌّ خلفہ نبیٌّ و انہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم
(متفق علیہ)

(بنی اسرائیل میں تمام سیاسی نظام انبیاء کے ہاتھ میں تھا۔ جب ایک پیغمبر وفات پا جاتا تھا۔ دوسرا پیغمبر اس کی جگہ قائم مقام ہو جاتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے میرے بعد میرے خلفا ہوں گے اور بہت سے ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا پھر ہم کو آپ کیا حکم کرتے ہیں۔ فرمایا ترتیب وار ہر ایک کے عہد کے پورا کرو۔ تم ان کے حق کو ادا کرو ان سے اللہ تعالیٰ رعیت کے حقوق کے سوال کرے گا۔)

پس سب سے آخر میں اسی نظام خداوندی کو مکمل طور پر لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے جو کہ نہایت واضح اور صاف طور پر موجود ہے اور وہی عالم انسانی کے لئے ہر قسم کی بہبودی کا (خواہ روحانی ہو یا مادی، اخروی ہو یا دنیاوی، شخصی ہو یا جماعتی، سیاسی ہو یا اقتصادی۔ بین الاقوامی ہو یا ایک ہی قوم کا) کفیل اور ضامن ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (سورۃ مائدہ ۱۴)

(آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پورا کیا میں نے تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے دین مسلمانی۔

دوسرے مذاہب اگرچہ آسمانی ہونے کے دعویدار ہیں مگر اُن میں اس قدر تحریف اور تبدیل اور خود غرضی کے قوانین اور نفسانی چیزیں داخل ہو گئی ہیں کہ اُن میں اصلی احکام کا پتہ چلانا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ بہت سی چیزیں ضائع کر دی گئی ہیں اور بہت سی ان میں داخل کر دی گئی ہیں۔

نظام حق کی دعوت

یہ حال آج ہم تمام دنیائے انسانی کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر وہ امن عامہ اور کارآمد ترقی اور حقیقی رفاہیت اور خوشحالی چاہتے ہیں تو صرف اسلامی نظام میں پا سکتے ہیں۔ بالشویزم، نازی ازم یا دیگر ڈیموکریسی، نہ کوئی اور ازم کہ انسانی عقل و دماغ کا اختراع کیا ہوا ہے ہرگز اس کی ضمانت نہیں کر سکتا۔ آج صرف رب العلمین نے حقوق کی کفالت کی ہے مخلوقات اور اقوام و افراد انسانی کے حقوق کی۔

کوئی نظام کیسا ہی عمل کیوں نہ ہو، جب تک اُس پر مضبوطی سے عمل نہ کیا جائے اس وقت تک اس کے ثمرات و فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ متقدمین اُمتِ محمدیہ نے اس نظام کو نہایت مضبوطی سے پکڑا تو علی وجہ کے کامیاب ہوئے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم و
عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض
کما استخلف الذین من قبلھم
ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم
ولیبدلنھم من بعد خوفھم
امنا یعبدوننی ولا یشرکون
بی شیئا (سورۂ نور ع ۷)

وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کئے ضرور ان کو حاکم کرے گا ملک میں جیسا کہ اُن سے پہلوں کو حاکم کیا تھا اور جما دے گا ان کے لئے دین ان کا جس کو پسند کیا ہے اور ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن دے گا۔ میری بندگی کریں گے اور میرا شریک کوئی نہ کریں گے۔

حسب وعدہ ان کو وہ کامیابی حاصل ہوئی جس کی نظیر دکھلانے سے تاریخ کے صفحات عاجز ہیں۔ مگر افسوس کہ قرون اخیرہ میں ہم اس مکمل نظام پر عمل کرنے سے قاصر رہے اور اسی کی وجہ سے امت محمدیہ فلاکتوں میں مبتلا ہو گئی۔

ذالك بان الله لم يك مغيرًا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا مابانفسهم (انفال ع ۷)

یہ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ بدلنے والا نہیں ہے اس نعمت کو جو دی تھی اس نے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدل دیں اپنے دل کی بات کو یعنی جب تک وہ اپنے اعتقاد اور نیت نہ بدلیں، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمت نہیں چھینی جاتی۔

اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس نظام خداوندی کو مضبوطی سے قائم کیا جائے اور اس پر عمل درآمد ہونے کی پوری جد و جہد کی جائے۔ ہر فرد بشر کو اس کی طرف بلایا جائے اور ہر مسلمان اس کا عامل ہو۔

ہم اور ہمارے حکمراں

افادات سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ

درس قرآن کریم کے دوران ظالم حکمرانوں کی بحث چھڑ گئی۔ انگریزی حکومت کا دور تھا حضرت سحبان الہند نے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔

راقم کے پاس اس علمی اور تحقیقی بحث کے نوٹ موجود ہیں آج کے حالات کے لحاظ سے مولانا کی اس تقریر میں بڑا سبق ہے۔ اس لئے ترتیب دے کر شائع کیا جا رہا ہے:

اخلاق حسین قاسمی

تم دنیا کی کچھ حکومتوں کے ظلم کی شکایت کرتے اور ان کی زیادتیوں کے شکوہ سنج ہو لیکن یہ تو بتلاؤ کہ تم کبھی اس بات پر بھی غور کرتے ہو کہ ظالم حکمران دنیا پر مسلط ہوتے ہیں یا مسلط کئے جاتے ہیں؟

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ وہ قوم جو حضرت حق کو اس کارخانہ ہستی کا حقیقی مالک وحاکم جانتی اور یقین کرتی ہے اور یہ بھی سمجھتی ہے کہ عزت بھی وہی عطا کرتا ہے اور ذلت بھی وہی دیتا ہے۔ ملک اسی کا ہے جس کو چاہتا ہے عارضی طور پر چند روز کے لئے دیدیتا ہے اور جب چاہتا ہے اس سے چھین لیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

یہ عقیدہ رکھنے والی قوم حکومتوں کی زیادتیوں کو دیکھ کر یہ کیوں نہیں سوچتی کہ حقیقی مالک نے ان ظلم کرنے والوں کو ہم پر کیوں مسلط کیا ہے؟ وہ ہم سے ناراض تو نہیں ہے، کیا ہمارا مالک ان تنگ دلوں کے ہاتھ سے ہم کو تکلیفیں پہونچا کر اپنی خفگی کا اظہار تو نہیں کر رہا ہے؟ دوستو! اگر تم دنیا کی کسی بھی حکومت کی حق تلفیوں کی جو شکوہ سنجیوں کے ساتھ اپنے اعمال کی طرف بھی دیکھ لیا کرو تو بہت اچھا ہے۔

سورۂ انعام کی جس آیت کی طرف میں نے اشارہ... کیا تھا، و جسے سمجھانے کے لئے میں نے یہ تمہید عرض کی ہے، اب وہ آیت سن لو۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔ (اور اسی طرح ہم ساتھ ملادیں گے گنہگاروں کو ایک دوسرے... سے بدلا ان کی کمائی کا)

یہ حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ ہے اردو والے

آیت کا یہی مطلب لے رہے ہیں، یعنی جو لوگ دنیا میں گناہ اور غلط کاموں میں ایک دوسرے
کے شریک رہے ہیں آخرت کی تکلیفوں میں بھی ہم انھیں ایک دوسرے کا شریکِ حال
بنا دیں گے، مولانا تھانوی رح نے بھی اسی مفہوم کو ادا کیا ہے، اس مفہوم میں "نُوَلِّی"
قریب کرنے اور ملانے کے معنی میں ہے اور آیت کا تعلق آخرت سے قائم کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھیے! انھوں نے
"نُوَلِّی" کو تو اسی معنی میں لیا لیکن آیت کا تعلق دنیا سے قائم کیا، فرماتے ہیں...
"اور اسی طرح دوست کر دیتے ہیں ہم بعض ظالموں کو بعضوں کا......!"

یہ تو اردو والوں کی بات ہوئی، فارسی والے بالکل دوسرا مطلب بیان
کر رہے ہیں۔ ان حضرات نے "نُوَلِّی" کو حاکم اور والی بنانے کے معنی میں لیا ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"...... و ہمچنیں مسلط می کنیم
بعض ستمگاران را بر بعض بشامت آنچہ می کردند...... اور یہ مسلط کرنا کیا ہے؟
حاکم بنانا ہے، دوسرا بالکل [illegible] اور سلف میں حضرت قتادہؓ نے آیت کی یہی
تفسیر کی ہے۔

حاصل یہ [illegible] ظالم طبقہ کو [illegible] اعمال بد کی سزا
دنیا میں [illegible] تو انھیں [illegible]
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے یہ فرمایا ہے...
اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ (تمہارے حکام تمہارے اعمال ہی ہیں)
(مفہوم) یعنی تمہارے اعمال ہی کی صورت ہوتی ہے جو تم پر حاکم بنا کر مسلط ہو جاتی ہے
سورۂ روم کی ایک اور آیت سے بھی سورۂ انعام کی اس آیت کی تائید ہوتی ہے

حضرت حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔
ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا — کھل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں

كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ — لوگوں کے ہاتھ کی کمائی ہے، چکھانا چاہیئے ان کو کچھ مزا ان کے کام کا کہ شاید یہ پھر آئیں

خشکی اور تری کا سب سے بڑا فساد کیا ہے؟ یہی ہے نا کہ ظالم گروہ کے ہاتھ میں اقتدار آجائے اور وہ خدا کی تمام مخلوق کو، سلطنت کے سارے نظام کو تہہ و بالا کر دے۔ لوگ چیخ پڑیں، نہ جان و مال کے لئے امن رہے اور نہ عزت و آبرو کے لئے کوئی بچاؤ ہو ــــ اور یہ کیوں ہو؟ اس لئے ہو کہ دنیا میں ہی ظالم اور بدعمل لوگوں کو دوسرے ظالموں کے ہاتھوں سے تنبیہ پہونچا کر ان کے ظلم کا مزا چکھایا جائے اور وہ اپنے ظلم اور گناہوں سے تائب ہو کر نیکی اور انصاف کی زندگی اختیار کر لیں۔

اس کی مزید تشریح چاہتے ہو تو یوں سمجھو گھر کی زندگی سے لے کر باہر کی زندگی کے ہر شعبہ میں انفرادی معاملات اور اجتماعی معاملات میں یہ چکر چل رہا ہے کہ ہر طاقتور کمزور کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے، شوہر بیوی کے حق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے، نہ اسے سکھ سے روٹی دیتا ہے نہ کپڑا، لاکھ سمجھاؤ کہ اگر تو دوسرے کی اولاد کو تکلیف دیگا تو تیری اولاد کے سامنے آئے گا، لیکن وہ نہیں مانتا، کارخانہ دار کو تلقین کرو کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری کا پورا معاوضہ ادا کر دو، لیکن کون سنتا ہے نقار خانہ میں طوطی کی آواز کو، دوکانداروں کو روزانہ سمجھاؤ، کم نہ تولا کرو، اصلی چیز میں ملاوٹ نہ کیا کرو۔ اس سے رزق کم ہوتا ہے۔ برکت اٹھ جاتی ہے، مگر ان کے کان پر بھی جوں نہیں رینگتی اور جب قدرت دیکھتی ہے کہ تمام نصیحتیں بے سود ہو گئیں تو پھر وہ آخری نصیحت اور آخری فہمائش کو کام میں لاتی ہے اور وہ آخری فہمائش یہ ہوتی ہے کہ ملک کے انتظام کی باگ ڈور ظالم لوگوں کے ہاتھوں میں دیدی جاتی ہے۔ اور ظلم کی چکی چلنے لگتی ہے۔ اور اس چکی کے پاٹوں میں ظالم شوہر بھی ہوتا ہے بے ایمان دکاندار بھی ہوتے ہیں اور سب ہی افراد ہوتے ہیں جو اپنی اپنی جگہ ظلم کا ارتکاب کر رہے تھے اور پھر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ظلم

کیا چیز ہے؟ اور یہ سب مل کر اس ظلم کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور اس وقت قرآن حکیم ان سے یہ کہتا ہے کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں، ان کا مزہ چکھو اور

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ — تم سب مل کر خدا کے سامنے توبہ کرو تاکہ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ — تم اس ظلم سے نجات پانے میں کامیاب ہو جاؤ

میری ان معروضات سے تو یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ ظالم حکمران صرف عقوبت کے طور پر برسر اقتدار لائے جاتے ہیں اور مالک حقیقی کی طرف سے یہ انتظام ایک عارضی انتظام ہوتا ہے، ورنہ حکومت کے استحقاق کے لئے خدا تعالیٰ کا مستقل قانون دوسرا ہے۔

میری اس گذارش سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو جانا چاہئے کہ سورۂ بقرہ کی اس آیت پر جس میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہا گیا ہے کہ تمہاری ظالم اولاد کو پیشوائی کا منصب نہیں دیا جائے گا! یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آج تو دنیا میں ظالم افراد اور ظالم طبقوں کی بھی حکومتیں قائم ہیں، جب یہ ظالموں کا پیشوائی کے عہدہ سے محروم رہنا کیا صرف سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت ہی میں تھا اور اس کے بعد خدا کا یہ قانون بدل گیا ہے، اس اعتراض کے لئے میں نے عرض کیا۔ نہیں، خدا کا قانون وہی ہے کہ...

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۔ — یہ اقرار ظالموں کو نہیں پہونچ سکتا۔

یہ اقرار وعدہ تھا امامت کا جو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۔ — بیشک میں اے ابراہیمؑ، لوگوں کا امام بناؤں گا

(یہ امامت کا وعدہ ظالموں کے لئے نہیں ہے)

امامت سے کیا مراد ہے ——؟ ایک طبقہ نے "امامت" سے خالص دینی پیشوائی مراد لی ہے۔ یعنی دینی پیشوائی ظلم کرنے والوں کے لئے نہیں ہوگی۔ اسی لئے شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عہد کا ترجمہ وحی کر دیا ہے، لیکن مفسرین کے ایک طبقہ نے "امامت" کو عام رکھا ہے یعنی دنیوی خلافت ہو یا دینی امامت کا منصب ہو ظالم لوگ

اس سے محروم رہیں گے، اس آیت پر شبہ وارد ہوتا ہے کہ اتفاقی طور پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ ظالم لوگ حکومتوں کے عہدے سنبھالے بیٹھے ہیں، اگر اقتدار کا دینا خدا ہی کے قبضہ میں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اعلان کے خلاف حکومت کے اختیارات انھیں کیوں دے رکھے ہیں۔

اس شبہ کا جواب سورۂ انعام کی آیت ہی سے مل گیا ہے، اور وہ یہ کہ ظالموں کو ایک عارضی مصلحت کے تحت اقتدار کے عہدے دیئے جاتے ہیں اور اسے قانون الٰہی کا ایک استثنا سمجھنا چاہیئے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اب یہ بات تمہاری سمجھ میں آگئی ہوگی کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھانے اور جدوجہد کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ کرنے کی بھی سخت ضرورت ہے، تم اپنی اصلاح کرکے جتنی جلدی اپنے مولیٰ کو راضی کر لوگے اتنی ہی جلدی ملک کا اقتدار نااہل لوگوں کے ہاتھ سے نکل کر اہل اور صحیح لوگوں کے ہاتھ میں آجائیگا اور تمہیں ظلم و جور سے نجات مل جائے گی، حدیث میں آتا ہے۔

من رأى منكم منكراً فليغيره

منکر (بری بات) کے خلاف جہاد کرو زبان سے جہاد ہو یا قلم کا... یا طاقت کا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے گھروں میں تو برائی اور ظلم کو پرورش کرو اور حکومت کی طرف سے ہونے والی برائی کے خلاف جہاد کرو، جس کے اپنے گھر میں برائی پرورش پائے گی وہ باہر کی برائی کے خلاف کیا جہاد کر سکتا ہے اور اگر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ کوشش بے سود ہوتی ہے۔ اگر تمہیں دنیا کی حکومتوں کا ظلم گوارا نہیں ہے تو سب سے پہلے اپنی زندگیوں کو تمام حق تلفیوں سے پاک کر لو۔

اب تم یہ سوال کروگے کہ جب ظالم و فتنہ پرور لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار کا دیا جانا ایک عارضی مصلحت کے تحت ہوتا ہے تو حکومت کے اصلی حق دار کون لوگ ہیں؟

تو میں عرض کروں گا کہ حکومت کرنے کا صحیح حق صرف تم کو حاصل ہے، تمہیں وہ بدنصیب ہو جو اپنی بداعمالیوں کے باعث اپنے حق سے محروم ہو کر در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہو۔ اگر تم کسی قابل ہوتے تو یہ نعمت تمہارے پاس ہوتی، تم نااہل ہو گئے، اسلامی احکام کی پابندی سے دور بھاگنے لگے اس کا نتیجہ جو نکلنا تھا وہ نکلا، غلط لوگ آگے آگئے، جو انصاف کے مفہوم سے ناآشنا ہیں، حکمرانی کے اخلاق سے عاری ہیں، جن کے تنگ دل میں کمزوروں اور بے کسوں کی دلداری کا حوصلہ نہیں ہے جو خود بھوکے، وہ کروڑوں کا پیٹ بھرنا نہیں جانتے، جو شہنشاہی میں فقیری کی دولت سے واقف نہیں ہے اور وہی لوگ آج دنیا کے بہت سے گوشوں میں خدا کے بندوں کی قسمت کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔

عزیزو! یہ صرف اس لئے ہوا کہ تم نے جگہ چھوڑ دی، تمہیں عیش و عشرت چاہئے، چاہے غلامانہ زندگی ہی کیوں نہ ہو، آزادانہ زندگی تو سخت محنت چاہتی ہے اور اس سے اب تم بھاگنے لگے ہو۔ یہ وعدہ تو حضرت حق نے تم سے کیا تھا۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — تم کمزور نہ پڑو اور غمگین نہ ہو، تم ہی سربلند رہو گے، اگر مومن رہے۔

اس سے زیادہ وعدہ سورۂ انبیاء میں مذکور ہے، ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ — اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے شائستہ بندے ہوں گے۔

یہ حضرت شاہ ولی اللہ تعالیٰ علیہ کے فارسی ترجمہ کا حاصل ہے، شاہ صاحب کے نزدیک زمین سے دنیا کی زمین مراد ہے۔

کچھ حضرات زمین سے جنت کی زمین مراد لے رہے ہیں، شاہ عبدالقادر صاحب کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں "... آخر زمین پر مالک ہوں گے

میرے نیک بندے .....

"آخر" کا لفظ بڑھا کر شاہ صاحبؒ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن جمہور مفسرین زمین کو جنت کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ اسے عام رکھتے ہیں ....

"...................... یعنی دنیا کی زمین ہو یا جنت کی، اس کے حقیقی وارث شائستہ وصالح، نیک کردار بندے ہیں۔

ظالموں کا اقتدار چونکہ بظاہر عوام کے نزدیک اس آیت کے خلاف ہو سکتا ہے اس لئے بعض حضرات نے آیت کے مفہوم کو اعتراض سے بچانے کے لئے "جنت" کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ لیکن جو لوگ سورۂ انعام اور سورۂ روم کی آیات کو سامنے رکھ کر اس آیت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے انھیں کوئی الجھن پیش نہیں آئے گی اور وہ جمہور مفسرین کی رائے کو بآسانی سمجھ لیں گے کہ اس آیت میں زمین سے دنیا اور جنت۔ دونوں کی زمین مراد ہے۔

سورۂ نور کی اس آیت سے بھی اسی مفہوم کی وضاحت ہوتی ہے جسمیں حضرت حق نے مسلمانوں سے، نیک کردار، متمدن و مہذب بندوں سے زمین کی خلافت کا وعدہ کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے کہ انھیں زمین میں خلافت دیگا جیسا کہ پہلے لوگوں کو خلافت دی ہے اور ان کے اس دین کو جما دے گا جسے ان کے لئے پسند کیا ہے۔!

بہر حال ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حکومت کرنے کے حق دار صرف وہی

لوگ ہیں جو بقول شاہ ولی اللہؒ "شائستہ زندگی کے مالک ہیں" اور وہ اسلامی زندگی ہے جس سے ایک قوم میں خدا پرستی و خدا ترسی، ہمدردیِ مخلوق، جفاکشی، محنتِ شاقہ اور اتحاد و تنظیم کی مکمل خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تم لوگ صدیوں سے اسلامی زندگی کھوئے بیٹھے ہو، آج تم سے اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کے مطابق چلنے والے ہی حکومت کے اہل ہوتے ہیں تو تمہیں تعجب ہوتا ہے تمہاری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اسلام کی پابندی سے حکومت کا جوڑ کیا ہے؟ اگر تم اسلامی زندگی کو سمجھ لو تو تمہارا یہ تعجب دور ہو جائے، تم صرف نماز روزہ ہی کو اسلامی زندگی سمجھتے ہو۔ اسلامی زندگی کا مکمل نمونہ تمہارے سلف تھے۔ جنھوں نے تھوڑی مدت کے اندر دنیا کے بہترین تہذیب یافتہ طبقہ پر اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا۔ ان کی زندگی سے ملا کر اپنی زندگی کو دیکھو۔ وہ نماز۔ روزہ کے بھی پابند تھے اور اپنے امیر کی اطاعت بھی کرتے تھے، تم نماز پڑھ کر بھی اطاعت کے جذبے سے محروم ہو، تم دن میں پانچ مرتبہ ایک امام کے اشارہ پر جھکنے کے باوجود دنیوی زندگی میں کسی بڑے چھوٹے کی اطاعت نہیں کرتے۔ پھوٹ اور اختلاف تمہاری رگ رگ میں پیوست ہے تم بڑے شوق سے روزے رکھتے ہو مگر مشکلات میں صبر کرنا نہیں جانتے، ذرا سی مصیبت آجائے تو بدحواس ہو جاتے ہو، تمہارے دولت مند زکوٰۃ ضرور ادا کرتے ہیں لیکن دین و ملت کیلئے معمولی سے معمولی ایثار بھی تم سے نہیں ہو سکتا۔ میرا منشا یہ ہے کہ ہم میں سے اجتماعی خوبیاں نکل گئیں اور چند انفرادی عبادتوں کا نام ہم نے "اسلامی زندگی" رکھ لیا ہے۔

عزیزو! پہلے اس بات کو سمجھو کہ ایمان اور عمل صالح تم سے کیا چاہتا ہے پھر اس پر رائے قائم کرو کہ "اسلامی زندگی" کے ساتھ "حکومت" کا کیا جوڑ ہے ___؟

اور میں تو یہ کہوں گا کہ آج دنیا کے جس گوشہ میں بھی برسرِ اقتدار، ظالم حکمرانوں کے ہاتھ سے خدا کے بندوں کو جو تکلیف پہونچ رہی ہے قیامت کے دن اس کی بازپرس

سے تم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ اگر تم پیچھے نہ ہٹتے تو غلط لوگوں کو آگے آنے کا موقعہ نہ ملتا۔ دنیا کا کونسا خطہ ایسا ہے جہاں حضرت حق نے تمہیں با اقتدار زندگی عطا نہیں کی تھی اور دنیا کی کون سی قوم ایسی تھی کہ جس نے تمہارے اقتدار کے آگے سر نہیں جھکایا تھا لیکن جب تم پر اسلامی احکام کی پابندی شاق گذرنے لگی اور عیش پرستیوں نے تم کو اسلامی زندگی سے دور کردیا تو تمہارے اقتدار پر زوال آنا شروع ہوگیا۔ حضرت حق نے تم کو پورا موقع دیا لیکن تم نے اسے کھو دیا، جن طاقتوں کو تم نے گرایا تھا وہ پھر ابھر آئیں تو پھر — اب غور کرو کہ گمراہ لوگوں کے آگے بڑھنے کی ذمہ داری سے کیا تم بچ سکتے ہو۔؟

سیاست (38)

رحمتِ عالم کانفرنس دہلی کے

سیرت پمفلٹ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب رح، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رح، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی کی تقاریر و افادات بصورت "سیرت پمفلٹ" نہایت معیاری کتابت و طباعت اور خوشنما رنگین ٹائیٹل کے ساتھ سیرت پاک کی اشاعت و تبلیغ کے لئے

مولانا اخلاق حسین قاسمی

دفتر رحمتِ عالم کانفرنس، لال کنواں دہلی ۶

FATEH PURI PUBLIC LIBRARY DELHI

قدیمی مشہور و معروف کارخانہ عطر و روغنیات

خالص دیسی خوشبودار تیل

تیل چنبیلی، بیلا، مہندی، مصالحہ، روغن لبوب سبعہ مقوی دماغ روح کیوڑہ، روغن گل

روغنِ بادامِ شیریں جس کا دانہ دانہ صاف کر کے بہت احتیاط کے ساتھ کی نگرانی میں تیار کیا جاتا ہے۔

نورتن برہمی آملہ ہیئر آئل ۹۹۹ ہمارے کارخانہ کی خاص تحاصل ایجاد ہے جو کہ خاص دیسی دواؤں سے یونانی اصول کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ بالوں کو سیاہ کرتا ہے، خشکی کو دور کرتا ہے، خوب اچھی نیند لاتا ہے۔ بالوں کو بڑھا کر جڑوں کو مضبوط کر کے گرنے سے روکتا ہے، قبل از وقت سفید ہونے سے بچاتا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کیلئے اکسیر ہے۔

حافظ محمد لقمان محمد شفیع
تاجران عطر و تیل
ترکمان گیٹ دہلی ۶

ART CIRCLE, DELHI-6